© rasailojaraid.com

جناب مولانا عزیز زبیدی، واربرٹن ضلع شیخوپورہ

فتاویٰ

جناب محمد صدیق صاحب ملک بی - اے ، بی - ایڈ لکھتے ہیں کہ :

مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات چاہئیں ؛

۱ - عقیقہ کے معنے کیا ہیں اور اس میں کیا حکمت ہے ؟

۲ - اس کے لئے کون کون سے جانور جائز ہیں اور ان کی عمر کیا ہونی چاہیئے ؟

۲ - یہ کب تک کیا جاسکتا ہے ؟ —— کیا پیدائش کے دن بھی ہو سکتا ہے ؟

۴ - اس کے گوشت کی تقسیم کیسے ہونی چاہیئے ؟

۵ - اس کی کھالوں کا کیا حکم ہے ، کیا خود استعمال کی جاسکتی ہے ؟

۶ - عقیقہ کا مسنون طریقہ کیا ہے ؟

محمد صدیق ملک ، بی - اے ، بی - ایڈ چک وڈواں ، شیخوپورہ
(۵ ر فروری ۱۹۷۵ء)

الجواب وھو اعلم بالصواب :

معنے :

عقیقہ کا مادہ عقّ ہے ، اس کے معنے پھاڑنے اور کاٹنے کے ہیں ۔ بچے کے سر کے جو بال کاٹے جاتے ہیں یا جس جانور کا عقیقہ دیا جاتا ہے ، ان کو بھی "عقیقہ" کہتے ہیں ، کیونکہ کاٹے جاتے ہیں ۔

(العق) الشق والقطع و (منه) عقيقة المولود وهي شعره لانه تقطع عنه يوم اسبوعه

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

و (بہاسمیت) الشاة التی تذبح عنہ" (المغرب فی ترتیب المعرب ص۵۳، ج ۲، للامام ابی الفتح المخوارزمی المتوفی ۶۱۶ھ)

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "عقیقہ" کہنے کو پسند نہیں فرماتے تھے کیونکہ اس کے ایک معنے "نافرمانی" کے بھی ہیں:

"لا احب العقوق وکانہ کرہ الاسم (ابوداؤد، وسکت عنہ احمد والنسائی)

لہٰذا "ذبیحہ یا نسیکہ" کہنا پسند کیا گیا ہے (نیل الاوطار والمغرب)

— متعارف نام کے طور پر آپ نے بھی "عقیقہ" نام لیا ہے، لیکن مقصود اس سلسلہ کی بات کی تفہیم تھی۔

حکمت:

سب سے بڑی حکمت اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی خوشنودی ہے۔ اس کی متعدد حکمتیں بیان کی گئی ہیں:

۱۔ بچے کے نسب کی اشاعت کہ فلاں کا ہے اور اس کے گھر میں پیدا ہوا ہے۔

۲۔ "انفاق فی سبیل البر" کے لئے اسے ایک تقریب سعید بنایا گیا ہے۔

۳۔ عیسائی اپنے نومولود بچوں کو زرد رنگ کے پانی میں رنگ دیتے تھے، اسلام نے کہا کہ زرد رنگ سے کیا حاصل، اگر رنگ الٰہی نہ چڑھا۔ گویا کہ اسلام نے اس کے مقابلے میں اسے تقریبِ ذبیح اسمٰعیل بنا کر "حنیفیت" کی راہ پر لا کھڑا کیا ہے جس میں تلمیح یہ ہے کہ باپ براہیمی خلت اور حنیفیت کا رنگ اختیار کرے اور بیٹا ذبیح اللہ کی طرح آدابِ فرزندی سے بہرہ ور ہو کیونکہ حلق اور ذبح دونوں براہیمی شعار رہیں۔

۴۔ یہ فریضہ ادا کر کے یہ نکتہ سمجھایا گیا ہے کہ گویا باپ نے اپنے جگر گوشے کو راہِ حق میں قربان کر دیا ہے جیسا کہ حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا تھا۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں:

"فمن تلک المصالح التلطف باشاعة الولد . . . ومنها اتباع داعية السخاوة و عصيان داعية الشح ومنها ان النصارٰى كان اذا ولد لهم ولد صبغوه بماء اصفر يسمونه المعمودية، ويقولون يصير به نصرانيا . . . فاستحب ان يكون للحنيفيين فعل بازاء فعلهم ذالك يشعر يكون الولد حنيفيا تابعا لملة ابراهيم واسماعيل عليهما الصلوٰة واشهر الافعال المختصة بهما المتوارثة فی ذريتهما

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ما وقع له عليه السلام من الاجماع على ذبح ولده ثم نعمة الله عليه ان فداه بذبح عظيم واشهر شرائعهما الحج الذي فيه الحلق والذبح فيكون التشبه بهما فيه بالملة الحنيفية ونداء ان الولد قد فعل به ما يكون من اعمال هذه الملة ومنها ان هذا الفعل في بدء ولادته يخيل اليه انه بذل ولده في سبيل الله كما فعل ابراهيم عليه السلام (حجة الله البالغة ص ۱۰۸ ج ۲)

۵- یہ اللہ کا شکریہ ہے کہ اس نے بچہ عنایت کیا اور اس کی سلامتی اور عافیت کے لئے ایک گونہ درخواست بھی ہے:

"والنعمة تتم على المنعم عليه بقيامه بالشكر ووظيفة الشكر في هذه النعمة ما سنه نبيه صلى الله تعالى عليه وسلم وهو ان يعق عن المولود شكرا لله تعالى وطلبا لسلامته المولود" (مرقات ص ۱۵۷ ج ۸)

۶- شیطان نے قسم کھائی تھی کہ ذریت آدم کی جڑ ماروں گا، چنانچہ وہ اس کی تاک میں لگ جاتا ہے اور اس کے پیدا ہوتے ہی اس کے پیچھے پڑ جاتا ہے، فرمایا یہ عقیقہ اسی مردود سے پیچھا چھڑانے کے لئے ایک فدیہ ہے۔

قال ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ:

واقسم له به انه ليستاصلن ذريته الى آدم الا قليلا منهم فهو بالمرصاد للمولود من حين يخرج الى الدنيا فحين يخرج يبتدره عدوه ويضمه اليه ويحرص على ان يجعله في قبضته وتحت اسره ومن جملة اوليائه وحزبه .. فشرع سبحانه للوالدين ان يفكا رهانه بذبح يكون فداءه (تحفة الودود باحكام المولود ص ۲۳)

فكانت العقيقة فداء وتخليصا من حبس الشيطان له وسجنه في اسره ومنعه له من سعيه في مصالح آخرته التي اليها معاده (ص ۲۳)

کون کونسے جانور ذبح ہو سکتے ہیں!

(۱) بکری، بکرا (۲) مینڈھا (۳) اونٹ اور گائے جائز ہیں۔

۱- عن الغلام شاتان وعن الجارية شاة (ابوداؤد، ترمذی، ن و احمد، ابن حبان)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲ - عق عن الحسن والحسین کبشا کبشا (ابوداؤد ونسائی در زوائد ابن حبان)

۳ - یعق عنہ من الابل والبقر والغنم (طبرانی والو الشیخ عن انس)

گو سنداً یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کی سند میں ابن الیسع الباہلی جو بہت ضعیف ہے (میزان) لیکن دوسرے آثار سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ یہ بکری بکرا تک محدود نہیں ہے۔ حضرت انسؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اونٹ ذبح کیا کرتے تھے۔

"عن الحسن قال کان انس بن مالک یعق عن ولدہ الجزور، ان ابا بکرولد لہ ابنہ

عبد الرحمان فکان اول مولود بالبصرۃ فنحر عنہ جزورا فاطعم اھل البصرۃ"

(تحفۃ الودود لابن القیم ص۳۶)

جمہور کا یہی مسلک ہے۔

اسلام کی دینی تقریبات کے مجموعی مطالعہ سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے کہ ان میں مندرجہ بالا جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے، وہ بکری بکرے تک محدود نہیں ہے۔ یہی صورت یہاں بھی ہے۔ خاص جو بزرگ اس کو ضحیہ کے حکم میں رکھتے ہیں ان کے لئے تو یہ اور ضروری ہو جاتا ہے کہ یہاں بھی حکم عام رکھیں، اس لئے ہم اس حد تک جانے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں کہ، مرغی اور چڑیا تک کا ذبیحہ بھی دیا جائے جیسا کہ ابراہیم تیمی سے ابن حزم و امام مالک نے نقل کیا ہے کہ:

"انہ یستحب العقیقۃ ولو بعصفور" (محلی ابن حزم ص۶۱۹ ج۷ و موطا ص۲۹۴)

کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کے مجموعی تعامل میں اس کا کوئی نشان نہیں ملتا۔

چونکہ بعض روایات میں "عقیقہ" کو "نسک" (ان ینسک) بھی کہا گیا ہے۔ اس لئے بہت سے ائمہ نے ان جانوروں کے لئے وہ شرائط اور عمریں بھی ضروری قرار دی ہیں، جو قربانی کے جانوروں کے لئے اسلام میں مقرر کی گئی ہیں لیکن ہمارے نزدیک اس کے لئے صرف "اشتراک اسمی" کافی نہیں ہے بلکہ ضروری امور کیلئے تصریح ضروری ہوتی ہے کیونکہ یہ تشریع ہے جس کے ہم مجاز نہیں ہیں۔

دیکھئے زکوٰۃ کا لفظ معروف معنوں میں زکوٰۃ کے لئے جس طرح استعمال کیا گیا ہے، ویسے عام صدقات کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے لیکن عام صدقات کے لئے وہ شرائط ضروری نہیں رہے جو زکوٰۃ کے لئے متعین ہیں۔ کیونکہ اصل عموم ہے، خصوص کے لئے تصریح ضروری ہے۔

اسی طرح ان جانوروں کا جوان ہونا تو ضروری ہے لیکن دوندا وغیرہ کی شرائط کچھ ضروری نہیں ہیں کیونکہ حدیث میں جس طرح قربانی کے جانوروں کے لئے تصریح ملتی ہے، یہاں نہیں ملتی، ہاں اگر کوئی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شخص از خود "بہتر سے بہتر" کے جذبہ سے ایسا جانور دینے کی کوشش کرے جو قربانی کے لئے ضروری ہیں تو یہ دینے والے کی مرضی ہے اور ہوسکتا ہے کہ شایانِ شان خدا کے حضور پیش کرنے کے لئے "بہتر سے بہتر" کو ملحوظ رکھنے پر اللہ تعالیٰ اس کو اس کا مزید اجر بھی عنایت فرمائے (انما الاعمال بالنیات) لیکن یہ بات سند کی نہیں جذبہ کی ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ان میں سے افضل کیا ہے، فقہاء کے نزدیک اونٹ پھر گائے، اس کے بعد پھر بھیڑ بکری کا نمبر ہے (بدایۃ المجتہد ص۳۶۴) مگر حضورؐ کا عمل مؤخر الذکر پر ہے۔

کب اور کب تک؟

افضل بلکہ احتیاط اسی میں ہے کہ ساتویں دن عقیقہ ہو جائے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی طرح فرمایا ہے:

"تذبح عنہ یوم سابعہ ویسمیٰ فیہ ویحلق رأسہ (سنن الاربعہ) وامر بتسمیۃ المولود یوم سابعۃ ووضع الاذیٰ عنہ والعق (ترمذی) اذا کان یوم السابع فاھر یقوا عنہ دماً (طبرانی اوسط، تحفۃ الاحوذی ص۳۶۴/۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل مبارک بھی اسی کا مؤید ہے:

"قالت عائشۃ عق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن حسین وحسن یوم السابع وسماھما وامران یماط عن رأسہ الاذیٰ" (رواہ ابن حبان ص۲۶۱)

علامہ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، عقیقہ کے لئے ساتواں دن ہی مقرر اور مخصوص ہے:

"والظاھر ان العقیقۃ موقتۃ بالیوم السابع (تحفۃ الاحوذی ص۳۶۵/۲)

اگر کسی وجہ سے ساتویں دن نہ ہوسکے تو پھر چودھویں یا اکیسویں دن تک کیا جاسکتا ہے:

"عن بریدۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال العقیقۃ تذبح لسبع و لاربع عشرۃ ولاحدی وعشرین" (اخرجہ البیہقی، سبل السلام)

یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ ابو اسحاق اسمٰعیل بن مسلم مکی جو اس حدیث کا راوی ہے اور اس میں متفرد بھی ہے، بہت ضعیف راوی ہے۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول سے اسکی تائید ہو جاتی ہے، ان کا نظریہ ہے، ساتویں، چودھویں اور اکیسویں دن تک ہوسکتا ہے۔

"سبعۃ ایام واربع عشرۃ واحدی وعشرین" (تحفۃ المودود ص۴۲ لابن قیم)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محلی میں اس کے الفاظ یہ ہیں :

"ولکن ذالک یوم السابع فان لم یکن ففی الرابع عشر فان لم یکن ففی احدی و عشرین (محلی ص ۳۲۱/۷)

امام ابن حزم فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح نہیں کیونکہ اس کا راوی عبدالملک بن ابی سلیمان ہے:

"هذا لا یصح لانه من روایة عبد الملک بن ابی سلیمان (ص ۳۲۱/۷)

لیکن ہمارے نزدیک امام ابن حزم کا فیصلہ محل نظر ہے، کیونکہ وہ خود بھی اس کی تضعیف کے سلسلے میں مطمئن نظر نہیں آتے۔ چنانچہ لکھتے ہیں :

ثم لو کان صحیحا الخ" (ص ۳۲۱/۷)

کہ "اگر وہ صحیح بھی ہو تو . . ."

اصل بات یہ ہے کہ یہ راوی ثقہ ہے، شعبہ، سفیان ثوری و ابن عیینہ ان کے شاگرد ہیں، امام یحیٰی بن معین، امام نسائی اور امام ترمذی نے ان کی توثیق کی ہے (خلاصۃ تہذیب الکمال ص ۲۰۹)

بریدہ والی روایت ایسی نہیں کہ ان آثار کے باوجود قابل اعتبار نہ رہے کیونکہ جرح مفسر نہیں پائی گئی۔

حضرت عائشہ رضہ، حضرت عطار، امام ابن وہب، امام احمد اور امام اسحٰق کا یہی مذہب ہے۔ (تحفۃ الودود باحکام المولود ص ۱۹)

امام ابن حزم کے نزدیک اگر ساتویں دن نہ ہو سکے تو عمر کے کسی حصے میں کیا جا سکتا ہے، کیونکہ یہ قرض ہو گیا ہے جو کسی وقت ادا کیا جا سکتا ہے :

"ان لم یذبح فی الیوم السابع ذبح بعد ذالک متی امکن فرضا . . . لانه قد وجب الذبح یوم السابع ولزم اخراج تلک الصفة من المال . . . فهو دین واجب اخراجه (وبالله تعالیٰ التوفیق) (محلی ۳۲۱/۷)

ساتویں دن سے پہلے عقیقہ :

باقی رہا ساتویں دن سے پہلے عقیقہ کرنا، سو بعض بزرگوں کا ارشاد ہے کہ ہو سکتا ہے، لیکن اس سلسلہ میں حدیث کوئی نہیں ہے، اس لئے صحیح یہ ہے کہ اگر پہلے کر لیا تو ادا نہیں ہو گا۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت ملنے کے بعد اپنا عقیقہ آپ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیا تھا:

"عق من نفسہ بعد النبوۃ" (تلخیص الحبیر ص ۳۸۷/۲)

لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کا راوی "ابن محرر" بے حد ضعیف ہے۔

"وقال منکر وفیہ عبداللہ بن محرر وھو ضعیف جدا" (تلخیص الحبیر ص ۳۸۷/۲)

"قال البخاری، منکر الحدیث" (خلاصۃ تھذیب الکمال) "وقال ابوحاتم والدارقطنی متروک" (تھذیب)

قال عبدالرزاق انما ترکوا عبداللہ بن محرر لھذا الحدیث (تحفۃ الودود ص ۳۵)

ساتواں دن:

جس دن بچہ پیدا ہوا ہے، اس میں اس کو شمار کرنا چاہیے:

قلت: الظاہر ھو ان یحسب یوم الولادۃ (تحفۃ الاحوذی ص ۳۶۴/۲)

ساتویں دن میں حکمت:

ایک یہ کہ سات دن تک بچے کے سلسلہ میں ظن غالب ہو جاتا ہے کہ ان شاء اللہ زندہ رہیگا تخلیق کے سلسلے میں حق تعالیٰ کی حکمت عملی بھی یہی ہے کہ چھ دن میں مکمل کی گئی ہے گویا کہ یہ دن عمر کے "یوم مبدء" مرتبہ میں پہلا مرحلہ ہے، اس کو مکمل کرنے کے بعد شہری (ماہانہ) دور شروع ہوتا ہے، پھر برسی (سالانہ) پہلے سات دن تکمیل حیات کے پہلے مرحلے میں خام اور کم رہے، اگر تیسرے دور سے آگے بڑھ جائیں تو پھر تکرار شروع ہو جاتی ہے، اس لئے ساتواں دن تکمیل کا حوصلہ افزا مرحلہ ثابت ہوا۔ جس کے بعد عموماً زندگی کی گاڑی چل نکلتی ہے۔ امام ابن القیم نے بڑی تفصیل سے اسے ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو (تحفۃ الودود ص ۳۱/۳۰)

یہ وہ احکام ہیں جن کی بنا پر "ساتویں" دن کی تخصیص کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے اس لئے مبارک یہی ہے اور یہی سنت ہے ۱۴، ۲۱ دن تک کا سلسلہ ایک گونہ گنجائش ہے جو محض "معذرت" کے درجے میں ہے، مقام عزیمت نہیں ہے اور سنۃ اللہ کے بھی عین مطابق ہے۔ واللہ اعلم!

تقسیم گوشت:

تقسیم بھی کیا جائے اور خود بھی کھایا جائے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت حسنؓ حسینؓ کی ولادت پر جو عقیقہ دیا تھا، اس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا تھا:

"عن جعفر عن ابیہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فی العقیقۃ التی عقتھا فاطمۃ عن الحسن والحسین رضی اللہ عنھم ان یبعثوا الی القابلۃ منھا برجل وکلوا واطعموا ولا تکسروا منھا عظما" (مراسیل ابی داؤد باب فی الضحایا ولبن یالغ صـ۲۱)

ورواہ البیہقی عن ابیہ عن جدہ" (نیل الاوطار صـ۱۱۶/۵)

دائی جنائی کو بھی کچھ گوشت کا ٹکڑا مثلاً ران وغیرہ بھیجا جائے جیسا کہ مراسیل ابی داؤد میں آیا ہے مسند حاکم میں آیا ہے:

امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ فقال زنی شعر الحسین وتصدقی بوزنہ فضۃ واعطی القابلۃ رجل العقیقۃ" (رواہ الحاکم وسکت عنہ المنذری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی ارشاد ہے:

"فیاکل ویطعم ویتصدق" (محلی ابن حزم صـ۵۲۱/۷)

امام ابن القیمؒ نے ابن منذر کے حوالے سے یہ بھی ان سے نقل فرمایا ہے کہ پکایا جائے:

"تطبخ" (تحفۃ الودود صـ۲۴)

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ شکریے کے جتنے متداول کھانے ہیں ان کا یہی طریقہ ہے کہ پکا کر کھلائے جاتے ہیں اور ان کے لئے مختلف نام ہیں۔ مثلاً مہمان کے لئے کھانے کا نام "قران" ہے، دعوت کے کھانے کا نام "مادبہ" ملاقات کرنے والوں کے کھانے کا نام "تحفہ" شادی کے کھانے کا "ولیمہ" بچے کی پیدائش کا "خرس" اگر یہ ساتویں دن ہو تو "عقیقہ"، ختنے کا "عذیرہ" ماتم کا "وضیمہ" سفر سے آنے والے کا "نقیعہ"، عمارت کی تکمیل سے فراغت پر کھانا کھلانے کا نام "وکیرہ" ہے۔ ان سب میں گوشت بانٹنے کے بجائے پکا کر ہی کھلانا ہوتا ہے۔ (تحفۃ الودود صـ۲۴)

لیکن یہ کھانا دعوت ولیمہ کی طرح لوگوں کو گھر بلا کر کھلانے کے بجائے ہمسایوں اور احباب کے گھروں میں بھیجنے کی سفارش کی گئی ہے:

"قال ابو عمر ابن عبد البر قول مالک ۔ ۔ ۔ ولا یدعی الرجال کما یفعل بالولیمۃ" (تحفۃ الودود صـ۲۷)

"اطعموا"، "تطعم"، "تطبخ" کے الفاظ سے بھی یہ بات مترشح ہوتی ہے ہاں کچا بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن اگر پکا کر دیا جائے تو زیادہ گھروں تک پہنچایا جاسکتا ہے ۔ اگر کہیں یہ مفید تصور کیا جائے کہ کچا سے وہ زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں تو بھی اس کی گنجائش ہے جیسا کہ دائی جنائی کو کچا بھیجا گیا ۔

کھالیں :

رہیں کھالیں تو ان کو بیچنا جائز نہیں ہے :-

"قال مالک لایباع من لحمها شیئ ولا جلدها" (موطا امام مالک ص ۴۹۷)

امام احمد سے پوچھا گیا کہ کیا بیچ دیا جائے یا صدقہ کیا جائے؟ فرمایا صدقہ کیا جائے :

"یباع او یتصدق بہ؟ قال یتصدق بہ" (تحفۃ الودود ص ۲۸)

بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص بہنوں کو دینے کے لئے بیچ کر پیسے تقسیم کرنا چاہے تو بھی انہیں چاہیئے کہ ان سب کو بلا کر کھال ان کے حوالے کرے تاکہ وہ خود ہی بیچ کر پیسے باہم تقسیم کر لیں :

"قال اجمعهم وادفعها اليهم" (تحفۃ الودود ص ۲۹)

بہر حال احتیاط اسی میں ہے کہ صدقہ کرنے کے لئے ہی سہی ، تاہم خود نہ بیچے ، جن کو دینا ہے ان کے حوالے کر دیں ، وہ خود ہی بیچ کر تقسیم کر لیں گے ۔

مسنون طریقہ :

مندرجہ بالا جوابات سے بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ عقیقہ کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ تاہم مختصراً اگر اس کی تفصیل یہ ہے :

پیدائش :

جب بچہ پیدا ہو ، اس کے کان میں اذان کہی جائے ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رض کے کان میں اسی طرح اذان کہی تھی جس طرح نماز کے لئے کہی جاتی ہے ۔ (ترمذی)

نام :

پہلے دن بھی نام رکھا جاسکتا ہے جس طرح حضرت ابو اسید نے اپنے صاحبزادے کا نام رکھا ، پھر اسی دن حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کا نام "منذر" رکھا (بخاری ومسلم عن سہل) نام بدلا بھی جاسکتا ہے (بخاری ومسلم) لیکن نام رکھنے کا حق صرف والد کو ہے والدہ کو نہیں (تحفۃ الودود ص [illegible]) [illegible] کے نام پر بچے کا نام رکھا جاسکتا ہے (بخاری)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپؐ کی کنیت پر کنیت رکھنا بھی جائز ہے ہاں جمع کرنا مناسب نہیں۔ بہتر ہے ساتویں دن نام رکھا جائے (ترمذی وغیرہ)
اس کے بعد علاقہ کے صالح ترین آدمی کے پاس لے جاکر اسے گھٹی دلائی جائے، دعائے برکت کرائی جائے اور پھر ان سے نام رکھوایا جائے یا پہلا نام استصواب کرایا جائے (بخاری)

یہ گھٹی کوئی صالح خاتون بھی دے سکتی ہے۔ (تحفۃ الودود)

لوگوں کو چاہیئے، اس خوشی میں والدین کے ساتھ شریک ہوں اور ان کو مبارک باد دیں۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر حضرت ثوبیہؓ نے کیا، جس سے خوش ہو کر ابولہب نے اس کو آزاد کیا۔ . اور خوشخبری سنانے والے کی دلجوئی اور خدمت کی جائے۔

حضرت حسن بصری نے مبارکباد ان لفظوں میں بیان فرمائی ہے:

"بورك لك في الموهوب" (تحفۃ الودود ص۹)

یہ مبارکبادی صرف لڑکے کی ولادت پر نہیں بلکہ لڑکی کی ولادت پر بھی ہونی چاہیئے۔

"لا ينبغي للرجل ان يهنئ بالابن ولا يهنئ بالبنت" (تحفۃ الودود ص۹)

عقیقہ!

عقیقہ بعض ائمہ کے نزدیک واجب ہے، بعض فرماتے ہیں، سنت ہے، یہی جمہور کا مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ کچھ مشروع نہیں ہے" (مؤطا امام محمد) . . . مگر وجوب کا پلہ بھاری محسوس ہوتا ہے:

قالت عائشة امرنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان نعق عن الجارية والغلام شاتين (مسند احمد) فعقوا عن الغلام شاتين وعن الجارية شاة" (بیہقی)

ساتویں سے پہلے بھی بعض بزرگوں نے جائز کہا ہے مگر حدیث سے ثابت نہیں ہے، اس لئے بہتر ہے ساتویں دن ہی کیا جائے (سنن) اگر ان تاریخوں میں نہ ہو سکے تو پھر ۱۴ یا ۲۱ ویں تک کی بھی گنجائش ہے، (بیہقی وغیرہ)

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر اب بھی نہ ہو سکے تو بڑے ہو کر جب گنجائش ہو کر سکتے ہیں، ان کے لئے ایک حدیث بھی پیش کرتے ہیں مگر حدیث صحیح نہیں ہے (تحفہ) بہرحال منع بھی نہیں آیا۔

حضرت امام احمدؒ سے آپ کے صاحبزادے نے پوچھا، اگر کوئی غریب ہے، نہیں کر سکتا تو کیا قرض لیکر کرلے؟ فرمایا کرلے، اس نے سنت کے احیاء کی کوشش کی ہے، امید ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرور مدد کریگا!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"لا جواز استقرحتی ان یحلق الله علیه لانه احیا سنته" (تحفۃ المولود ص ۱۹)

امام موصوف کے سامنے یہ حدیث تھی:

کل غلام رھینۃ بعقیقتہم" (ایضاً ص ۱۹)

لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک دیا جائے۔ (ترمذی وغیرہ)

اگر گنجائش نہ ہو تو کوئی دوسرا بزرگ یا رشتہ دار بھی دے سکتا ہے (ابو داؤد)

بکری بکرا جو بھی دیں، ان میں نر اور مادہ سب برابر ہیں (ترمذی)

دو بکرے ملتے جلتے ہوں، عمر میں، صحت میں اور دیکھنے میں (ابو داؤد)

ایک بینڈھا ہو اور دوسرا بکرا تو بھی جائز ہے جیسا کہ حسنین رضی اللہ عنہ کے عقیقہ پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بکرا (شاۃ) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈھا دیا تھا (محلی ص ۶۲۳)

عقیقہ کے بکرے پر چھری پھیرتے وقت اسی طرح بسم اللہ پڑھنا کافی ہے جیسا کہ عموماً اس وقعہ پہ پڑھی جاتی ہے (سنن)

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں، بسم اللہ کے علاوہ یوں بھی کہے:

"ھذہ عقیقۃ فلان بن فلان اللھم منک ولک" (تحفۃ المولود ص ۳۱)

سر منڈانا:

ادھر ذبح ہو ادھر بچے کا سر مونڈا جائے اور مونڈ کر اس پر زعفران یا کوئی اور مناسب خوشبو لگا دی جائے۔ (ابو داؤد)

بالوں کے برابر چاندی:

جتنے بال اتریں، اس کے برابر چاندی تول کر صدقہ کر دیا جائے (مسند احمد والحاکم وغیرہ)

گوشت:

گوشت کا ایک ٹکڑا دائی جنائی کو بھیجا جائے (مراسیل ابی داؤد والبیہقی) پکا کر ہمسایوں اور غریبوں کو گوشت بھیجنا زیادہ مناسب ہے۔ کچا بھی بھیجا جا سکتا ہے بشرطیکہ ان کے لئے یہ زیادہ مفید ہو کیونکہ پکا کر دینے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس طرح لوگوں کو پکانے اور دوسرے مصارف کی زحمت نہ ہوگی۔ پکا پکایا مل جائے گا۔۔۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اگر کوئی یہ تصور کرتا ہے کہ مثلاً ایک پاؤ گوشت گھر میں آگیا تو وہ مرضی کے مطابق پکا کر سارا کنبہ سیر ہو کر کھا سکتا ہے تو اب یہی مناسب ہوگا کہ کچا ہی ان کو دیا جائے۔

کھالیں بیچنا جائز نہیں، ہاں ایک سے زائد مستحقین سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ لو! تاکہ وہ خود ہی بیچ کر باہم تقسیم کرلیں (تحفۃ الودود)

گوشت خود بھی کھایا جائے، ہمسایوں کو دیا جائے اور صدقہ کیا جائے (مراسیل)

اس کے لئے لوگوں کو جمع کر کے کھانا کھلانے کا حدیث میں کوئی ثبوت نہیں، ہاں منع بھی نہیں ہے!

© rasailojaraid.com